

فضائلِ رجب

رجب، ترجیب سے مشتق ہے جس کے معنی تعظیم کے ہیں اسے اصعب بھی کہا گیا ہے کیونکہ اس میں توبہ کرنے والوں پر رحمت انڈیلی جاتی ہے اور نیک اعمال کرنے والوں قبولیت کے انوار کا فیضان ہوتا ہے اسے اصم بھی کیا گیا ہے کہ اس میں جنگ اور قتال وغیرہ محسوس نہیں کیا جاتا ایک قول یہ ہے کہ رجب ایک نہر کا نام ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے، اس کا پانی وہی پئے گا جو رجب میں روزے رکھتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ رجب اللہ عزوجل کا مہینہ، شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے رمزِ شناس لوگوں کا کہنا ہے کہ رجب تین حروف ہیں را: جیم اور با: ”را“ سے رحمتِ الہی، ”جیم“ سے بندے کے جرم اور ”با“ سے اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں مراد ہیں، گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گناہوں کو اپنی رحمت اور مہربانیوں میں سمولیتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھا اس کیلئے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، پہلا دن ہے جس میں حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کیلئے پیغامِ الہی لے کر نازل ہوئے اور اسی ماہ میں معراج شریف کا شرف حاصل ہوا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ باخبر ہو جاؤ، رجب اللہ تعالیٰ کا ماہِ اصم ہے، جس نے رجب میں ایک دن ایمان اور طلبِ ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس نے اللہ تعالیٰ کی عظیم رضا مندی کو اپنے لئے واجب کر لیا۔

کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہینوں میں سے چار مہینوں کو زینت بخشی ہے: ذیقعدہ، محرم، ذی الحجہ اور رجب۔ اسی لئے فرمانِ الہی ہے کہ ”ان میں سے چار مہینے حرام ہیں“ ان میں سے تین ملے ہوئے ہیں اور ایک تنہا ہے اور وہ ماہِ رجب المرجب ہے۔

حکایت: بیت المقدس میں ایک عورت رجب کے ہر دن میں بارہ ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتی تھی اور ماہِ رجب المرجب میں ادنیٰ لباس پہنتی تھی، ایک بار وہ بیمار ہو گئی اور اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اسے بکری کے پشیمیں لباس میں دفن کیا جائے۔ جب وہ مر گئی تو اس کے فرزند نے اسے عمدہ کپڑوں کا کفن پہنایا، رات کو اس نے خواب میں اپنی ماں کو دیکھا کہ وہ کہہ رہی تھی، میں تجھ سے راضی نہیں ہوں کیونکہ تو نے میری وصیت کے خلاف کیا ہے وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا، اپنی ماں کا وہ لباس اٹھایا تا کہ اسے بھی قبر میں دفن کر آئے، اس نے جا کر ماں کی قبر کھودی مگر اسے قبر میں کچھ نہ ملا، وہ بہت حیران ہوا تب اس نے یہ اندازنی کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جس نے رجب میں ہماری اطاعت کی، ہم اسے تنہا نہیں اور اکیلا نہیں چھوڑتے۔

روایت ہے کہ جب رجب کے اولین جمعہ کی ایک تہائی رات گزرتی ہے تو کوئی فرشتہ باقی نہیں رہتا مگر سب رجب کے روزہ داروں کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ماہِ حرام (رجب) میں تین روزے رکھے اس کیلئے نو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے دونوں کان بہرے ہوں اگر میں نے حضور ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہو۔

نکتہ: ماہِ حرام چار ہیں، افضل ترین فرشتے چار ہیں، نازل کردہ کتابوں سے افضل کتابیں چار ہیں، وضو کے اعضاء چار ہیں، افضل ترین تسبیحات چار ہیں (یعنی سُبْحَنَ اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) حساب کے اہم ارکان چار ہیں: اکائیاں، دہائیاں، سینکڑے اور ہزار، اوقات چار ہیں: ساعت، دن، مہینہ اور سال۔ سال کے موسم چار ہیں: سرما، گرما، بہار اور خزاں۔ طبائع چار ہیں: حرارت، برودت، بیوست اور رطوبت۔ بدن کے چار ہیں:

صفراء، سوداء، خون اور بلغم اور خلفائے راشدین بھی چار ہیں: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
 دلیلی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر و برکت کی بارش کرتا ہے عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات، پندرہ شعبان کی رات اور رجب المرجب کی پہلی رات۔
 دلیلی نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی، رجب کی پہلی رات، پندرہ شعبان کی رات، جمعہ کی رات اور دو راتیں عیدین کی۔ (ماخوذ از مکاشفة القلوب)

فضائل شعبان المبارک

شعبان، شعب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں گھاٹی وغیرہ کیونکہ اس ماہ میں خیر و برکت کا عمومی ورود ہوتا ہے، اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے، جس طرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اسی طرح یہ مہینہ خیر و برکت کی راہ ہے۔
 حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب ماہ شعبان آجائے تو اپنے جسموں کو پاکیزہ رکھو اور اس ماہ میں اپنی نیتیں اچھی رکھو، اور انہیں حسین بناؤ۔
 حضور ﷺ کا معمول:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے اب حضور ﷺ بغیر روزہ کے نہیں رہیں گے اور پھر آپ ﷺ روزہ رکھنا چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم کہتے اب آپ ﷺ کبھی بھی روزے نہیں رکھیں گے اور شعبان میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

نسائی کی حدیث میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میں نے آپ کو سال کے کسی مہینہ میں (رمضان کے فرض روزوں کے سوا) شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا لوگ رجب اور رمضان کے اس درمیانی مہینے سے غافل ہوتے ہیں حالانکہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال لائے جاتے ہیں لہذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لایا جائے تو میں روزے سے ہوں۔

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ماہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینے کے مکمل روزے رکھتے ہوئے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا اور آپ کو شعبان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں بہت زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا، ایک روایت میں ہے کہ آپ شعبان کے پورے روزے رکھا کرتے تھے۔ مسلم کی ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ شعبان کے چند دن چھوڑ کر سارا ماہ روزے رکھا کرتے تھے۔ یہ روایت پہلی روایت کی تفسیر ہے، پورے شعبان سے مراد اکثر شعبان ہے۔

کہا گیا ہے کہ آسمان والوں کیلئے دو راتیں عید اور مسرت کی ہیں جیسے دنیا کے مسلمانوں کیلئے دو عید کی راتیں عید و مسرت کی ہیں، فرشتوں کی عید براءت کی رات یعنی پندرہ شعبان کی رات اور لیلة القدر کی ہیں اور مومنوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتیں ہیں۔ اسی لئے پندرہ شعبان کی رات کو فرشتوں کی عید کی رات کا نام دیا گیا ہے۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قول کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ رات سال بھر کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے، جمعرات ہفتہ کے گناہوں کا کفارہ اور لیلة القدر عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے یعنی ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور یادِ الہی میں ساری رات جاگ کر

گزاردینا گناہوں کے کفارہ کا سبب ہوتا ہے اسی لئے اس رات کو کفارے کی رات بھی کہا جاتا ہے اور اسے زندگی کی رات بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ
المنذری نے مرفوعاً یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس نے دو عید کی راتیں اور پندرہ شعبان کی رات جاگ کر گزاردی تو ایسے دن میں جبکہ تمام دل مرجائیں گے،
اس انسان کا دل نہیں مرے گا۔

اسے شفاعت کی رات بھی کہتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے تیرہویں کی رات اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کی
دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت کی شفاعت مرحمت فرمائی اور آپ ﷺ نے چودہویں کی رات پھر شفاعت کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دو تہائی امت
کی شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائی، پھر آپ ﷺ نے پندرہویں کی رات اپنی امت کی شفاعت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے تمام امت کی شفاعت
منظور فرمائی مگر وہ شخص جو رحمتِ الہی سے اونٹ کی طرح بھاگ گیا اور گناہوں پر اصرار کر کے خود ہی دور ہوتا گیا، (اس شفاعت سے محروم رہے گا)۔
اسے بخشش کی رات بھی کہتے ہیں۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں پر
ظہور فرماتا ہے اور دو شخصوں کے علاوہ دنیا میں رہنے والے تمام انسانوں کو بخش دیتا ہے، ان دو میں سے ایک مشرک اور دوسرا کینہ پرور ہے۔

اسے آزادی کی رات بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ ابن اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ
نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کسی کام کیلئے بھیجا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی جلدی کیجئے میں حضور ﷺ کو اس حال
میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ آپ ﷺ پندرہ شعبان کی رات کے سلسلے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے فرمایا اے انس! بیٹھ
میں تجھے شعبان کی پندرہویں رات کی بات سناؤں، ایک مرتبہ رات کو میری باری تھی، حضور ﷺ تشریف لائے اور میرے ساتھ لحاف میں لیٹ گئے، رات کو
بیدار ہوئی تو میں نے آپ ﷺ نہ پایا میں نے اپنے دل میں کہا شاید حضور ﷺ اپنی لوڈی قبضیہ کی طرف تشریف لے گئے ہوں، میں اپنے گھر سے باہر
نکلی، جب مسجد سے گزری تو میرا پاؤں آپ پر پڑا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میرے جسم اور خیال نے تجھے سجدہ کیا، میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور یہ میرا ہاتھ
ہے، میں نے اس ہاتھ سے کبھی اپنے جسم کو گناہ سے آلودہ نہیں کیا اے رب عظیم! تجھ سے ہی ہر عظیم کام کی امید کی جاتی ہے، میرے گناہوں کو بخش دے،
میرے چہرے نے تجھے سجدہ کیا جسے تو نے پیدا فرمایا، اسے صورت بخشی، اس میں کان اور آنکھ پیدا کی۔ پھر آپ ﷺ نے سراٹھا کر کہا اے اللہ! مجھے ڈرنے
والا دل عطا فرما جو شرک سے بری اور مرتزہ ہو، کافر اور بد بخت نہ ہو، پھر آپ ﷺ سجدے میں گر گئے اور میں نے سنا آپ ﷺ اس وقت فرما رہے تھے
اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیرے غم کے طفیل تیرے عذاب سے اور تیرے طفیل تیری گرفت سے پناہ مانگتا ہوں،
میں تیری مکمل تعریف نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے، میں وہی کچھ کہتا ہوں جو کچھ میرے بھائی داؤد علیہ السلام نے کہا، میں اپنا چہرہ اپنے آقا
کیلئے خاک آلود کرتا ہوں اور میرا آقا اس لائق ہے کہ اس کے آگے چہرہ خاک آلود کیا جائے۔

پھر آپ ﷺ نے سراٹھایا تو میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ یہاں تشریف فرما ہیں اور میں وہاں
تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیرا کیا تم نہیں جانتیں کہ پندرہ شعبان کی رات ہے، اس رات اللہ تعالیٰ بنو کلب کے ریوڑوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو
آگ سے نجات فرماتا ہے مگر چھ آدمی اس رات بھی محروم رہتے ہیں، شرا بخور، والدین کا نافرمان، عادی زانی قاطع رحم، چنگ و رباب بجانے والا اور چغلی خور،
ایک روایت میں رباب بجانے والے کی جگہ مصور کا لفظ ہے۔

اسے قسمت اور تقدیر کی رات کا نام بھی دیا گیا ہے کیونکہ عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے تو ملک الموت کو ہر
اس شخص کا نام لکھوا دیا جاتا ہے جو اس شعبان سے آئندہ شعبان تک مرنے والا ہوتا ہے، آدمی پودے لگاتا ہے، عورتوں سے نکاح کرتا ہے، عمارتیں بناتا ہے

حالانکہ اس کا نام مردوں میں ہوتا ہے اور ملک الموت اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب حکم ملے اور وہ اس کی روح قبض کرے۔

(ماخوذ از مکاشفۃ القلوب)

فضائلِ رمضان المعظم

ارشادِ خداوندی ہے:

يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم .

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔

(پ۲، البقرہ: ۱۸۳)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ہم سے پہلے والے لوگوں پر عشاء سے لیکر دوسری رات کے آنے تک روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ابتداءً اسلام میں بھی یہی دستور تھا۔

اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے کہ نصاریٰ پر اسی طرح روزہ فرض کیا گیا تھا، کبھی تو روزوں کا مہینہ شدید گرمی میں اور کبھی شدید سردی میں آجاتا جس کی وجہ سے انہیں سفر اور اپنے کاروبار میں دشواری پیش آتی چنانچہ ان کے بڑے اکٹھے ہوئے اور باہم مل کر یہ طے کیا گیا کہ روزے سردیوں اور گرمیوں کے علاوہ سال کے کسی اور موسم میں رکھے جائیں چنانچہ انہوں نے روزوں کیلئے بہار کا موسم مقرر کیا اور اپنے اس ہیر پھیر کے کفارہ کے طور دس روزوں کا اضافہ کر دیا، پھر ان کا بادشاہ بیمار پڑ گیا، اس نے نذرمانی کہ اگر وہ اس بیماری سے تندرست ہو گیا، تو ایک ہفتہ کے روزوں کا اضافہ کریگا چنانچہ جونہی وہ تندرست ہوا اس نے لوگوں کیلئے ایک ہفتہ کے روزے بڑھادیئے۔ جب بادشاہ مرا اور دوسرا بادشاہ ان کا حکمران بنا تو اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم پورے پچاس روزے رکھا کرو، پھر انہیں دو موتیں پہنچیں اور وہ جانوروں کی موت تھی اس بادشاہ نے کہا اپنے روزوں کو زیادہ کرو چنانچہ دس روزے ان روزوں سے پہلے اور دس روزے ان روزوں کے بعد میں بڑھادیئے گئے۔

بغوی کا قول ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ رمضان، مہینہ کا نام ہے اور یہ رمضاء سے مشتق ہے جس کے معنی گرم پتھر کے ہیں کیونکہ وہ شدید گرمی کے موسم میں روزے رکھا کرتے تھے۔ عرب قبیلوں نے جب مہینوں کے نام رکھنا چاہے تو جن ایام میں یہ مہینہ انتہائی گرمی کے موسم میں آیا چنانچہ اس کا نام رمضان رکھا گیا کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ اس ماہ کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ماہ مقدس گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

فرضیتِ روزہ:

روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض کئے گئے، یہ دین کا ایک اہم رکن ہے اس کے وجوب کے منکر کی تکفیر کی جائے گی، احادیثِ مقدسہ میں اس ماہ کے بہت سے فضائل منقول ہیں جن میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی تو جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پورا رمضان ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور اللہ تعالیٰ پکارنے والے کو حکم دیتا ہے جو ندا کرتا ہے کہ اے نیکی طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے گناہوں کے طلبگار رک جا، پھر وہ کہتا ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے جسے بخش دیا جائے؟ کوئی سائل ہے جسے عطا کیا جائے؟ کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی توبہ قبول کی جائے؟ اور صبح ہونے تک یہ ندا ہوتی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عید الفطر کی رات دس لاکھ ایسے بندوں کو بخشتا ہے جن پر عذاب واجب ہو چکا ہوتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ

سایہ فگن ہے جس میں لیلة القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض اور اس کی راتوں میں عبادت کو سنت قرار دیا ہے، جو شخص اس ماہ کسی نیکی سے قرب حاصل کرتا ہے اسے دیگر مہینوں میں فرض کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے اور جس نے فرض ادا کیا وہ ایسے ہے جیسے اس نے دوسرے مہینوں میں ستر فرائض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے، یہ بھائی چارے اور ہمدردی کا مہینہ ہے کہ جس میں مومن کا رزق زیادہ ہوتا ہے، جس شخص نے اس مہینے میں کسی روزے دار کا روزہ افطار کرایا اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں ہر شخص ایسی چیز نہیں پاتا جس سے وہ روزے دار کا روزہ افطار کرائے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہو اس شخص کو عطا کرتا ہے جو کسی روزے دار کا روزہ دودھ کے گھونٹ یا کھجور سے افطار کراتا ہے اور جس نے کسی روزے دار کو سیر کیا تو اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اسے بھی روزے دار کے برابر اجر ملے گا لیکن روزے دار کے اجر سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت، درمیان مغفرت اور آخر جہنم سے آزادی دے گا۔ اس میں چار کام بہت زیادہ کرو، دو کاموں سے تم اپنے رب کو راضی کر لو گے اور دو کاموں سے تمہیں بے نیازی نہیں ہے۔ وہ دو کام جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت اور استغفار کرنا ہے اور وہ دو کام جن سے تمہارے لئے مغفرت نہیں ہے وہ اپنے رب سے جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنا ہے۔ ان احادیث فضائل میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان اور طلبِ ثواب کیلئے روزے رکھے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ انسان کا ہر عمل اسی کیلئے ہے سوائے روزے کے پس تحقیق روزہ میرے لئے اور میں ہی اس کی جزا ہوں اور تجھے ایسی عبادت کافی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے منسوب کیا ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بومشک سے برتر ہے:

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں میری امت کو پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو اس سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں، روزہ دار کے منہ کی بومشک اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ عمدہ ہے، ان کے افطار تک فرشتے ان کیلئے بخشش طلب کرتے ہیں، اس ماہ سرکش شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر دن جنت کو سنوارتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ عنقریب میرے بندے اس میں داخل ہونگے، ان سے تکلیف اور اذیت دور کر دی جائے گی۔ اور اس مہینے کی آخری رات میں انہیں بخشا جاتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس سے مراد لیلة القدر ہے؟ آپ ﷺ سے فرمایا نہیں، لیکن کام پورا کر کے اپنا اجر پاتا ہے۔

اس سے یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ منہ اور دانت صاف کرنے سے سستی برتی جائے بلکہ رمضان میں مسواک کرنا دیکر ایام سے دس گنا زیادہ

(ماخوذ از مکاشفة القلوب)

ثواب کا موجب ہے۔

فضائل لیلة القدر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے حضور میں بنی اسرائیل کے ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جس نے ہزار ماہ راہِ خدا میں اپنے کندھے پر تھیا ر اٹھائے تھے حضور ﷺ نے اس پر اظہارِ تعجب فرمایا اور اپنی امت کیلئے ایسی نیکی کی تمنا فرمائی اور کہا اے رب تو نے میری امت کو سب امتوں سے کم عمر والا بنایا ہے اور اعمال میں سب امتوں سے کم کیا ہے، تب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لیلة القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں کی

عبادت سے افضل ہے، جتنی مدت بنی اسرائیل کے اس آدمی نے راہِ خدا میں ہتھیاراٹھائے تھے، آپ کو اور آپ کی امت کو اس طویل مدت کے مقابلے میں ایک رات بخشی گئی۔ یہ نعمتِ عظمیٰ (لیلۃ القدر) اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس شخص کا نام شمعون تھا، اس نے کامل ہزار ماہ دشمنوں سے جہاد کیا اور کبھی بھی اس کے گھوڑے کا منہ (پسینہ سے) خشک نہ ہوا، اسے اللہ تعالیٰ نے جوت اور لیری عطا فرمائی تھی اس کے بل بوتے پر اس نے دشمنوں کو مغلوب کیا تا آنکہ ان کے دل بہت تنگ ہوئے اور انہوں نے اس کی عورت کی طرف ایک قاصد بھیجا اور اس بات کے ضامن ہوئے کہ وہ عورت کو سونے کا تھال پیش کریں گے، اگر وہ اپنے شوہر کو قید کر لے تا کہ وہ اس مردِ مجاہد کو اپنے تیار کردہ مکان میں قید کر دیں اور سب لوگ راحت اور سکون پائیں چنانچہ جب وہ سو گیا تو عورت نے اسے کچھور کے چھال سے بٹے ہوئے مضبوط رسوں میں باندھ دیا، جب وہ بیدار ہوا تو اس نے اپنے جسم کو حرکت دی جس سے اس نے رسیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور عورت سے پوچھا تو نے ایسے کیوں کیا؟ عورت بولی میں تمہاری قوت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی۔

جب کافروں کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے عورت کی طرف ایک موٹی زنجیر بھیجی، عورت نے اسے پھر باندھ دیا اور اس مردِ مجاہد نے پہلے کی طرح اسے بھی توڑ دیا۔ تب ابلیس نے کافروں کے پاس آیا اور انہیں یہ بات سمجھائی کہ وہ عورت سے کہیں کہ وہ مرد سے پوچھے کہ کوئی ایسی چیز ہے جس کے توڑنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا، چنانچہ انہوں نے عورت کی طرف آدمی بھیجا اور اسے یہی کہلا بھیجا چنانچہ عورت نے اس سے سوال کیا تو اس مردِ مجاہد نے کہا میرے گیسو، اس کے اٹھارہ طویل گیسو سے اس کے پاؤں اور چار سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے، پھر کافر آگئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے اپنی قربان گاہ کی طرف لے گئے، وہ چار سو ہاتھ بلند تھے اور اتنی بلندی اور فراخی کے باوجود اس میں صرف ایک ستون تھا، کافروں نے اس کے کان اور ہونٹ کاٹ دیئے اور وہ تمام وہیں جمو تھے، تب اس مردِ مجاہد نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اسے ان بندھنوں کو توڑنے کی قوت بخشے اور ان کافروں پر یہ ستون مع سقف گرا دے اور اسے ان کے چنگل سے نجات دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت بخشی وہ ہلا تو اس کے تمام بندھن ٹوٹ گئے، تب اس نے چتوں کو ہلایا جس کی وجہ سے چھت کافروں پر آگری اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور اسے نجات بخشی۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم بھی اس جیسا ثواب پاسکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطا کی جیسا کہ پہلے مذکور ہوا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے پر رحمت بھیجتے ہیں اور بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول و مصروف ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر میں بے شمار رحمتوں کا نزول:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں زمین پر بے شمار فرشتے اترتے ہیں اور ان کے اترنے کیلئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ تب انوار چمکتے ہیں، عظیم تجلی ہوتی ہے جس میں ملکِ عظیم منکشف ہو جاتا ہے، لوگ اس میں مختلف درجات پر فائز ہوتے ہیں، بعض ایسے ہوتے ہیں جن پر زمین و آسمان کے ملکوت منکشف ہوتے ہیں اور جب ان پر آسمانوں کے ملکوت منکشف ہوتے ہیں تو وہ آسمانوں میں فرشتوں کو ان صورتوں میں دیکھتے ہیں جن میں مشغولِ عبادت ہوتے ہیں، بعض قیام میں، بعض قعود میں، بعض رکوع میں، بعض سجدہ میں، بعض ذکر میں، بعض شکر میں اور بعض تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔

بعض لوگوں پر جنت کے احوال منکشف ہوتے ہیں اور وہ جنت کے محلات، گھر، حوریں، نہریں، درخت اور جنت کے پھل وغیرہ دیکھتے ہیں اور

عرشِ اعظم کا نظارہ کرتے ہیں، جو کہ جنت کی چھت ہے، انبیاء، اولیاء، شہداء اور صدیقین کے مقامات دیکھتے ہیں، بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی آنکھوں سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور وہ رب ذوالجلال کے جمال کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھ پاتے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ماہِ رمضان کی ستائیسویں شب، صبح ہونے تک عبادت میں گزاری وہ مجھے رمضان کی تمام راتوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اے اباجان! وہ ضعیف مرد اور عورتیں کیا کریں جو قیام پر قدرت نہیں رکھتے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا وہ تکیے نہیں رکھ سکتے جن کا سہارا لیں اور اس رات کے لمحات میں سے کچھ لمحات بیٹھ کر گزاریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں مگر یہ بات اپنی امت کے تمام ماہِ رمضان کو قیام میں گزارنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے لیلۃ القدر بیدار ہو کر گزاری اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے، اسے اپنی رحمت میں جگہ دیتا ہے اور جبریل علیہ السلام اس پر اپنے پر پھیرتے ہیں اور جس پر جبریل علیہ السلام نے اپنے پر پھیرے ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ماخوذ از مکاشفۃ القلوب)

فضائلِ عید الفطر

عید نام ہے ماہِ شوال کے پہلے دن اور ذی الحجہ کے دسویں دن کا ان دنوں کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ اس میں اطاعتِ الہی یعنی ماہِ رمضان کے فرض روزے اور حج سے فارغ ہوئے اور اطاعتِ رسول ﷺ کی طرف لوٹ آئے یعنی انہوں نے شوال کے چھ روزے رکھے اور حضور ﷺ کی زیارت کی تیاری کی، یا انہیں عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دن ہر سال لوٹ آتے ہی۔

یا اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ بار بار فضل و کرم کرتا ہے، یا اس لئے کہ اس کے آنے سے خوشیاں لوٹ آتی ہیں، بہر حال تمام توجیہات میں عود کا معنی پایا جاتا ہے۔

پہلی نمازِ عید:

حضور ﷺ نے پہلی نمازِ عید ۲ھ میں نمازِ عید الفطر ادا کی اور پھر اسے کبھی ترک نہیں فرمایا لہذا یہ سنتِ مؤکدہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اپنی عیدوں کو تکبیروں سے زینت بخشو۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے عید کے تین دن سومرتبہ سُبْحَنَ اللہ و بِحَمْدِہ پڑھی اور مسلمان موتی کی روحوں کو اس کا ثواب ہدیہ کیا تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ مرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ شیطان ہر عید پر نوحو زاری کرتا ہے اور تمام شیاطین اس کے ارد گرد ہو کر پوچھتے ہیں اے آقا! آپ کیوں غضبناک اور اداس ہیں؟ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امتِ محمدیہ ﷺ کو بخش دیا ہے لہذا تم انہیں لذتوں اور خواہشاتِ نفسانی میں مشغول کرو۔

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا فرمایا اور درخت طوبی عید الفطر کے دن بویا، جبریل کا وحی کیلئے عید الفطر کے دن انتخاب کیا اور فرعون کے جادوگروں کی توبہ بھی اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن قبول فرمائی۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے عید کی رات طلبِ ثواب کیلئے قیام کیا، اس دن اس کا دل نہیں مرے گا جس دن تمام دل مرجائیں گے۔

حکایت: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عید کے دن اپنے بیٹے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے، بیٹے نے کہا ابا جان! آپ کس لئے روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے بیٹے! مجھے اندیشہ ہے کہ آج کے دن جب لڑکے تجھے اس پھٹے پرانے قمیص میں دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا، بیٹے نے جواب دیا، دل تو اس کا ٹوٹے جو رضائے الہی کو نہ پاسکایا اس نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضا مندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، بیٹے کو گلے لگالیا اور اس کے لئے دعا کی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

قَالُوا غَدًا الْعِيدُ مَاذَا أَنْتَ لَا بِسُءُ
فَقَرُّ وَ صَبْرٌ ثَوْبَانِ بَيْنَهُمَا
قُلْتُ خِلْعَةٌ سَاقَ عَبْدِهِ الْحَرَعَا
قَلْبٌ يَرَى رَبَّهُ أَعْيَادًا وَالْجُمُعَا
وَالْعِيدُ إِن كُنْتُ لِي تُرَاءً وَمُسْتَمِعَا

1۔ انہوں نے کہا کل عید ہے تم کیا پہنو گے؟ میں نے کہا ایسی پوشاک جس نے بندے کو رفتہ رفتہ بہت کچھ دیا۔

2۔ فقراء اور صبر دو کپڑے ہیں اور ان کے درمیان دل ہے جس کو اس کا مالک عیدوں اور جمعوں اور دیکھتا ہے۔

3۔ تب میری عید نہیں ہوگی، اے امید اگر تو مجھ سے غائب ہو جائے تو، اور اگر تو میرے سامنے اور کانوں کے قریب ہوئی تو پھر میری عید ہے۔

یہ بات بھی وارد ہے کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو زمین پر اترتے ہیں اور وہ گلی کوچوں اور راستوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں جسے جن انسان کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے، وہ کہتے ہیں اے محمد ﷺ کی امت اپنے رب کریم کی طرف آؤ، وہ تمہیں عطاۓ عظیم دیگا اور تمہارے بہت بڑے گناہ معاف فرمائے گا اور جب لوگ عید گاہوں میں آجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے، مزدوری کا بدلہ کیا ہے جب وہ اپنا کام مکمل کر لے۔ فرشتے کہتے ہیں اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسے پورا اجر دیا دیا جائے، تب اللہ عزوجل فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میں نے ان لوگوں کیلئے بخشش اور رضا کو ان کا اجر بنایا ہے۔

(ماخوذ از مکاشفة القلوب)

فضائل عشرہ ذی الحجہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اور ایام ایسے نہیں جن میں عمل ان دنوں یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں کے عمل سے زیادہ پسند ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کیا راہ خدا میں جہاد بھی ایسا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں راہ خدا میں جہاد بھی مگر یہ کہ آدمی اپنا مال و جان لے کر خدا کی راہ میں نکلا اور ان میں سے کچھ بھی سلامت نہ لایا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو ان ایام سے زیادہ محبوب اور کوئی دن نہیں اور ان دس دنوں سے افضل اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی دن نہیں ہیں، کہا گیا کہ راہ خدا میں جہاد کے دن بھی ایسے نہیں ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ راہ خدا میں جہاد کے دن بھی ان جیسے نہیں مگر جس شخص نے راہ خدا میں اپنے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور خود بھی زخمی ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک جوان کو احادیث رسول اللہ ﷺ کو سنا کرتا تھا، جب ذی الحجہ کا چاند نظر آیا تو اس نے روزہ رکھ لیا، جب حضور ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ نے اسے بلایا اور پوچھا تجھے کس نے اس بات پر آمادہ کیا کہ تو نے روزہ رکھ لیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ حج و قربانی کے دن ہیں، شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان کی دعاؤں میں شامل فرمالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

تیرے ہر دن کے روزہ کا اجر سونگلام آزاد کرنے کے برابر، سواونٹوں کی قربانیوں اور راہِ خدا میں دیئے گئے سوگھوڑوں کے اجر کے برابر ہے جب آٹھویں ذی الحجہ کا دن ہوگا تو تجھے اس دن کے روزہ کا ثواب ہزار غلام آزاد کرنے، ہزار اونٹ کی قربانی کرنے اور راہِ خدا میں سواری کیلئے ہزار گھوڑے دینے کے برابر حاصل ہوگا۔ جب نویں کا دن ہوگا تو تجھے اس دن کے روزہ کا ثواب دو ہزار غلام آزاد کرنے، دو ہزار اونٹوں کی قربانی کرنے اور راہِ خدا میں سواری کیلئے دیئے گئے دو ہزار گھوڑوں کے اجر کے برابر حاصل ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نویں ذی الحجہ کا روزہ دو سال کے روزوں کے برابر اور عاشورہ کا روزہ ایک سال کے روزہ کے برابر ہے۔
مفسرین کرام اس فرمانِ الہی:

وَوَاعِدْنَا مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَمَّمْنَاهَا بِعَشْرِ
اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تیس راتوں کا وعدہ کیا اور اس کو
دس سے پورا کیا۔ (پ ۹ الاعراف ۱۴۲)

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دن، مہینوں میں سے چار مہینے، عورتوں میں سے چار عورتیں پسند فرمائی ہیں، چار آدمی جنت میں سب سے پہلے جائیں گے اور چار آدمیوں کی جنت مشتاق ہے، دنوں میں سب سے پہلا جمعہ کا دن ہے، اس میں ایسی ساعت ہے کہ جب کوئی بندہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ دنیا یا آخرت کی کسی نعمت کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔ دوسرا نویں ذی الحجہ (عرفہ) کا دن ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں میں فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے اے فرشتو! میرے بندوں کو دیکھو جو کھرے بال، غبار آلود چہرے لئے مال خرچ کر کے اور جسموں کو مشقتوں میں ڈال کر حاضر ہوئے ہیں، تم گواہ ہو جاؤ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ تیسرا قربانی کا دن ہوتا ہے اور بندہ قربانی سے قرب الہی طلب کرتا ہے تو جو نبی قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ بندے کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ فو تھا عید الفطر کا دن ہے، جب بندے ماہِ رمضان کے روزے رکھ لیتے ہیں اور عید کی نماز پڑھنے باہر نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ہر کام کرنے والا اجر طلب کرتا ہے، میرے بندوں نے مہینہ بھر روزے رکھے اور اب عید کیلئے آئے ہیں اور اپنا اجر طلب کر رہے ہیں، میں تمہیں گواہ بنتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے اور پکارنے والا پکار کر کہتا ہے اے امتِ محمد ﷺ تم لوٹ جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔

چار پسندیدہ مہینے:

چار پسندیدہ مہینے یہ ہیں، رجب المرجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام۔

عورتیں یہ ہیں: مریم بنتِ عمران، خدیجہ بنتِ خویلد، جو جہان کی عورتوں میں سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور جنتی عورتوں کی سردار فاطمہ بنت محمد ﷺ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

سب سے سبقت لے جانے والے:

ہر قوم میں سے ایک سبقت لے جانے والا ہوتا ہے، عرب میں سے سبقت لے جانے والے ہمارے آقا و مولیٰ محمد ﷺ ہیں، فارس سے حضرت سلمان، روم سے حضرت صہیب اور حبشہ سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور وہ چار جنت جن کی مشتاق ہے وہ یہ ہیں حضرت علی بن طالب، حضرت سلمان فارسی، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت مقداد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اسے حضرت یعقوب علیہ

السلام کے مصائب کے پر صبر کرنے کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور جس نے یومِ عرفہ (ذی الحجہ کی نویں) کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے، اس دن سے زیادہ کسی دن بھی لوگ آگ سے آزاد نہیں ہوئے اور جس نے عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی حاجت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت کو پورا کر دیا ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اس میں یہ حکمت ہے واللہ اعلم کہ یہ دن دنِ دو عیدوں کے درمیان ہے اور عیدین مومنوں کیلئے مسرت کے دن ہوتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی مسرت نہیں کہ ان لوگوں کے گناہ بخش دیئے جائیں۔

عاشوراء کا دن عیدین کے بعد ہوتا ہے لہذا اس کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ یومِ عاشوراء، موسیٰ علیہ السلام کیلئے تھا اور یومِ عرفہ حضور ﷺ کیلئے ہے اور آپ ﷺ کی عزت و تعظیم دیگر انبیاء علیہم السلام سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ (ماخوذ از مکاشفۃ القلوب)

فضیلتِ عاشوراء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے دیکھ کر پوچھا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ ایسا دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم پر غلبہ عطا فرمایا تھا لہذا ہم نے تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری نسبت زیادہ قریب ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔
خصوصیاتِ یومِ عاشوراء:

عاشوراء کے دن کے ساتھ بہت سی باتیں مخصوص ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن انہیں پیدا کیا گیا، اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا، اس دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا، اسے دنِ عرش، کرسی، آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے اور جنت پیدا کئے گئے، اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن انہیں آگ سے نجات ملی، اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت کو نجات ملی اور فرعون اپنی قوم سمیت غرق ہوا، اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا کئے گئے، اسی دن انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا، اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو مقامِ بلند کی طرف اٹھایا گیا، اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو وہ جودی پر ٹھہری، اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو مملکتِ عظیم عطا کیا گیا، اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے، اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی گئی، اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام گہرے کنویں سے نکالے گئے، اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف رفع کی گئی، آسمان سے زمین پر سب سے پہلی بارش اسی دن نازل ہوئی اور اسی دن کا روزہ امتوں میں مشہور تھا یہاں تک کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس دن کا روزہ ماہِ رمضان سے پہلے فرض تھا پھر منسوخ کر دیا گیا اور حضور ﷺ نے ہجرت سے اس دن کا روزہ رکھا۔

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اس دن کی جستجو کی تاکید کی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے آخری عمر میں فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو آئندہ نویں اور دسویں محرم کو روزہ رکھوں گا مگر آپ ﷺ نے اسی سال وصال فرمایا اور نویں اور دسویں کا روزہ نہ رکھ سکے مگر آپ ﷺ نے اس دن یعنی نویں اور دسویں اور گیارہویں محرم کے دنوں میں روزہ رکھنے کو پسند فرمایا جیسا کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے اس دن سے پہلے ایک دن اور

ایک دن بعد روزہ رکھو اور یہود کے طریقہ کی مخالفت کرو کیونکہ وہ ایک دن ہی کا روزہ رکھتے تھے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے کہ جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں اور اہل و عیال پر وسعت کی اللہ تعالیٰ اس کے سارے سال میں وسعت اور برکت عطا فرماتا ہے۔

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَهْتَدُونَ (پ ۱۱۲ البقرة ۱۵۷)

یہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور رحمت ہے
اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

خاص طور پر خیال کرو کہ کہیں روافض کی بدعتوں میں مشغول نہ ہو جاؤ جیسا کہ وہ لوگ اور ان کے ہم مثل رونا، پیننا اور غم کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ یہ کام مومنوں کے اخلاق سے بعید ہیں، اگر یہ چیزیں اچھی ہوتیں تو ان کے نانا ﷺ کا یوم وصال ان امور کا بطریق اولیٰ مستحق ہوتا اور ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی عمدہ مددگار۔

(ماخوذ از مکاشفة القلوب)

